سائنس کی دُنیا

HUMAN PAPILLOMAVIRUS

ایچ - پی - وی

سوالات وجوابات کا مجموعہ

قدیر قریشی



سائنس کی دُنیا-سوشل میڈیا پر

Facebook Group 1:

https://www - facebook - com/groups/ScienceKiDuniya

Facebook Group 2:

https://www - facebook - com/groups/duniyaescience

YouTube Channel:

https://www - youtube - com/@sciencekiduniyagroup

Digital Library:

https://archive - org/details/@science_ki_duniya

Whatsapp Channel:

https://whatsapp - com/channel/0029VaQxhefDTkJviMBBs21p

پاکستان میں سروائیکل کینسر خواتین میں تیسرے نمبر پر سب سے زیادہ عام کینسر ہے۔ ہر سال تقریباً پانچ ہزار خواتین میں اس کی تشخیص ہوتی ہے، جن میں سے تقریباً تین ہزار خواتین اس بیماری کے باعث انتقال کر جاتی ہیں۔ اس کینسر کی روک تھام کے لیے پاکستانی حکومت بچیوں کو ویکسین فراہم کر رہی ہے، تاہم عوام میں اس ویکسین کے بارے میں کئی غلط فہمیاں اور مغالطے پائے جاتے ہیں۔ اس کتابچے میں ہم نے انھی سوالات اور خدشات کے جوابات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہم اپنے قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کتابچے کو خود پڑھیں، اس کی معلومات کو سمجھیں اور اسے اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بھی شیئر کریں، تاکہ ہم اپنی بچیوں کو اس موذی بیماری سے محفوظ رکھ سکیں۔

انتظامیہ: سائنس کی دُنیا

مورخہ: 19 ستمبر 2025

فہرست سوالات

تعارف

ہیومن پیپیلوما وائرس بہت عام وائرس ہے جو لگ بھگ دنیا کی پندرہ فیصد آبادی میں پایا جاتا ہے۔ اس وائرس کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں سے کچھ نقصان دہ ہوتی ہیں اور کچھ نقصان دہ نہیں ہوتین۔ نقصان دہ قسموں کی وجہ سے جنسی اعضا پر مسے، مقعد کے گرد مسے، حلق میں مسے وغیرہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس وائرس سے انفیکشن کا سب سے خطرناک نتیجہ سروکس کے کینسر کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ سروکس خواتین کے تولیدی نظام کا حصہ ہے اور یوٹرس یعنی بچہ دانی کے سرے پر ہوتی ہے۔ یہ کینسر بہت سی خواتین میں جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ جن خواتین کو یہ وائرس لگے ان سب کو ہی سروکس کا کینسر ہو جائے گا۔ جن لوگوں کا مدافعتی نظام اچھا ہو ان میں یہ وائرس زیادہ نقصان نہیں کر پاتا۔ لیکن بہت سے لوگوں کا مدافعتی نظام اس وائرس کو جسم سے مکمل طور پر ختم نہیں کر پاتا۔ اگر خواتین کا مدافعتی نظام اس وائرس کو مکمل طور پر ختم نہ کر پائے تو یہ وائرس برسوں تک جسم میں چھپا رہ سکتا ہے اور دہائیوں کے بعد سروکس کے کینسر کا باعث بن سکتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں لگ بھگ پانچ فیصد خواتین میں ایچ پی وی وائرس موجود ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جن خواتین کو سروکس کا کینسر ہوتا ہے ان میں سے نوے فیصد خواتین میں کینسر کی وجہ ایچ پی وی وائرس ہوتا ہے۔ گویا اگر ہم کسی طرح ایچ پی وی کی انفیکشن کو کنٹرول کر سکیں تو اس کا اثر براہِ

راست سروکس کینسر کے کیسز میں واضح کمی کی صورت میں ہو گا۔

دنیا بھر میں ایچ پی وی کی وائرس سے انفیکشن کے امکانات کو کم کرنے کے لیے ویکسینیشن کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ اس مہم میں دنیا کے لگ بھگ 144 ممالک حصہ لے رہے ہیں جن میں پاکستان، سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش اور کئی دوسرے مسلم ممالک بھی شامل ہیں۔ یہ مہم ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے تحت پوری دنیا میں چل رہی ہے۔ اس مہم کا کسی مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

آج کل سوشل میڈیا پر ایچ پی وی کی ویکسین کے حوالے سے بہت بحث ہو رہی ہے اور بہت سے سازشی نظریات پھیلائے جا رہے ہیں جن کا مقصد عوام میں غلط انفاریشن پھیلانا، عوام میں پریشانی پھیلانا، لوگوں کو یہ ویکسین لگوانے سے روکنا ہے تاکہ عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو۔ اس قسم کی غلط انفاریشن پھیلانے والے عناصر ہمارے دشمن ہیں، ہمارے دوست نہیں ہیں۔ براہِ کرم سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی سازشی تھیوریز کو مزید پھیلانے میں آلہ کار مت بنیے۔ جب تک آپ خود مستند ذرائع سے انفاریشن کو کنفرم نہ کر لیں، کسی انفاریشن کو دوسروں کے ساتھ شیئر مت کیجیے۔

اس آرٹیکل میں ہم ایچ پی وی وائرس اور اس کی ویکسین کے متعلق مختلف سوالات کے جواب شامل کر رہے ہیں تاکہ آپ کے پاس مستند سائنسی انفاریشن موجود ہو اور آپ درست اور غلط میں خود تفریق کر سکیں۔

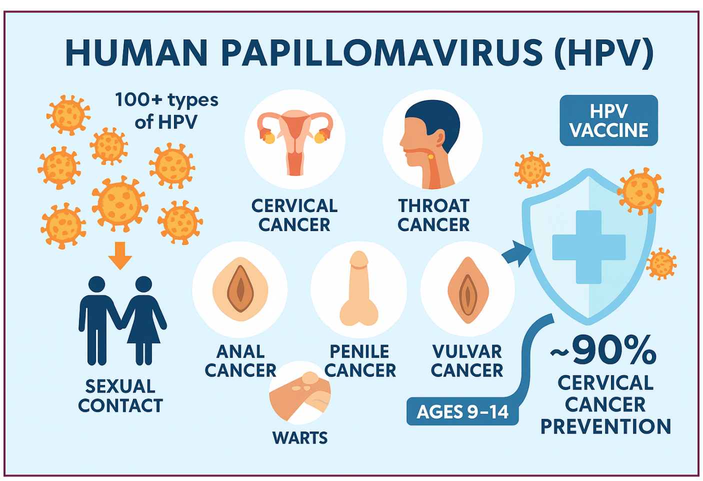
خیر اندیش

قدیر قریشی

19 ستمبر 2025 بمقام آسٹن (امریکہ)

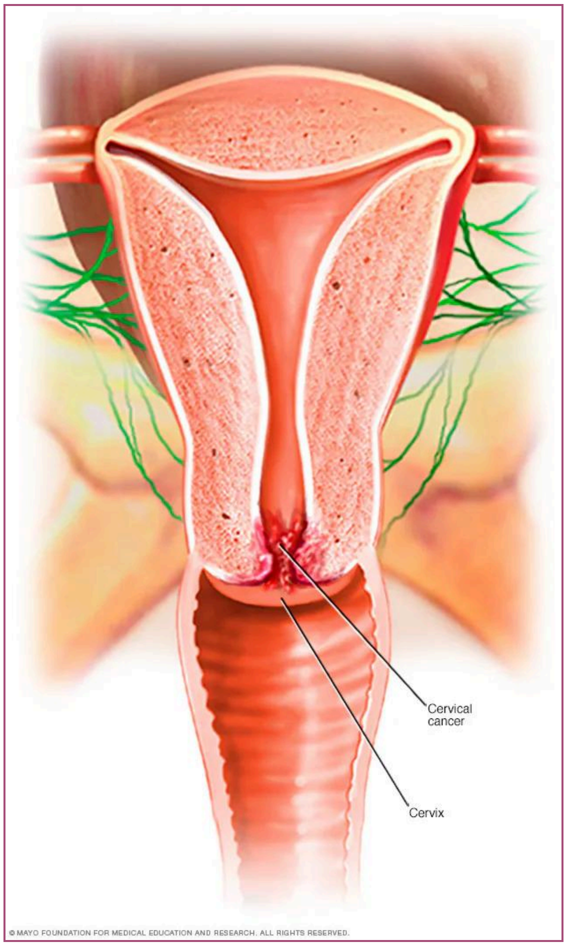
ایچ پی وی (Human Papillomavirus) وائرس کیا ہے؟

ایچ پی وی (Human Papillomavirus) وائرسز کا ایک بہت بڑا گروپ ہے، جس کی 100 سے زیادہ اقسام ہیں۔ یہ ایک عام وائرس ہے جو زیادہ تر جنسی تعلقات کے ذریعے پھیلتا ہے۔ ایچ پی وی وائرس کی بہت سے اقسام ہیں جن میں سے زیادہ تر اقسام کوئی نقصان نہیں پہنچاتیں۔ لیکن کچھ اقسام ایسی ہیں جو مختلف بیماریوں کا باعث بن سکتی ہیں، جیسے سرویکل کینسر (جس کے 90% کیسز کا سبب یہی وائرس ہے)، دیگر کینسرز جیسے گلے (Throat)، مقعد (anus)، عضوِ تناسل (penis) اور فرج (vulva) کے کینسر، اور جسم پر مسے (warts) بننا وغیرہ۔ یہ وائرس جسم میں کئی دہائیوں تک چھپا رہ سکتا ہے یعنی اس وائرس کی جسم میں موجودگی کی کوئی ظاہری علامات نہیں ہوتیں۔



ایچ پی وی ویکسین مدافعتی نظام کو وائرس کے خلاف لڑنے کے قابل بناتی ہے اور انفیکشن سے پہلے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ یہ زیادہ تر 9 سے 14 سال کی عمر میں لگائی جاتی ہے اور تقریباً 90% سرویکل کینسر

سے بچاؤ کرتی ہے۔ دنیا بھر کے صحت کے ادارے اسے محفوظ اور مؤثر قرار دے چکے ہیں۔



[1]

سروائیکل کینسر

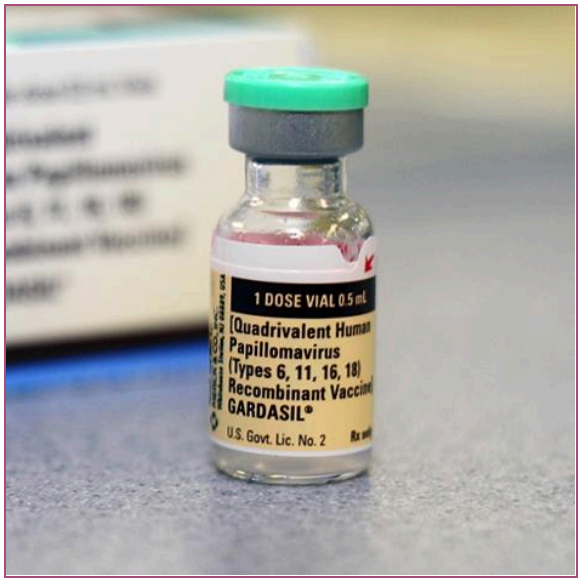
سروائیکل کینسر رحم کے نچلے حصے (سروکس) کے خلیوں میں شروع ہوتا ہے۔

[1] **Photo Credit:** MayoClinic

ویکسین کے لیے کتنی عمر ہونی چاہیے اور کتنی ڈوز لگانی چاہیے؟

یہ ویکسین بنیادی طور پر 9 سے 14 سال کی عمر میں لگائی جاتی ہے لیکن اگر کسی کو یہ ویکسین اس عمر کے بعد لگے (15 سال یا زیادہ)، تو بھی یہ موثر ہوتی ہے، لیکن اس صورت میں مکمل تحفظ کے لیے زیادہ ڈوز کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان میں جو ویکسین دی جا رہی ہے اس کی صرف ایک ہی ڈوز عمر بھر کے لیے کافی ہوتی ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ویکسین صرف اسی صورت میں فائدہ دیتی ہے اگر اسے وائرس لگنے سے پہلے دیا جائے۔ چونکہ شادی شدہ خواتین جنسی طور پر فعال ہوتی ہیں اس لیے اس بات کا امکان ہمیشہ رہتا ہے کہ جنسی تعلق کی وجہ سے ان کے جسم میں وائرس موجود ہو۔ اس لیے اس ویکسین پروگرام کی پہلی ترجیح سکول کی بچیاں ہوتی ہیں جنہیں یہ ویکسین لگانے سے ان میں عمر بھر کے لیے اس وائرس کے خلاف مزاحمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر انہیں شادی کے بعد یہ وائرس لگ بھی جائے تو جسم کا مدافعتی نظام اسے فوراً ختم کر دے گا، اس لیے انہیں سروکس کینسر کا خطرہ نہیں ہو گا۔



[2]

Gardasil
ایچ پی وی انفیکشن اور سروائیکل کینسر کے خلاف حفاظتی ویکسین۔

ویکسین کیسے کام کرتی ہے؟

ہر ویکسین کے کام کرنے کا بنیادی اصول ایک ہی ہے۔ ویکسین کا کام ہمارے مدافعتی نظام کو وائرس سے جنگ کرنے کے لیے تیار کرنا ہے۔ گویا ویکسین لگانا ہمارے مدافعتی نظام کا ٹریننگ پروگرام ہے۔ ہم اپنے مدافعتی نظام کو یہ بتاتے ہیں کہ دشمن دیکھنے میں کیسا لگتا ہے یعنی دشمن (وائرس،بیکٹیریا

[2] **Photo Credit:** Wikimedia Commons

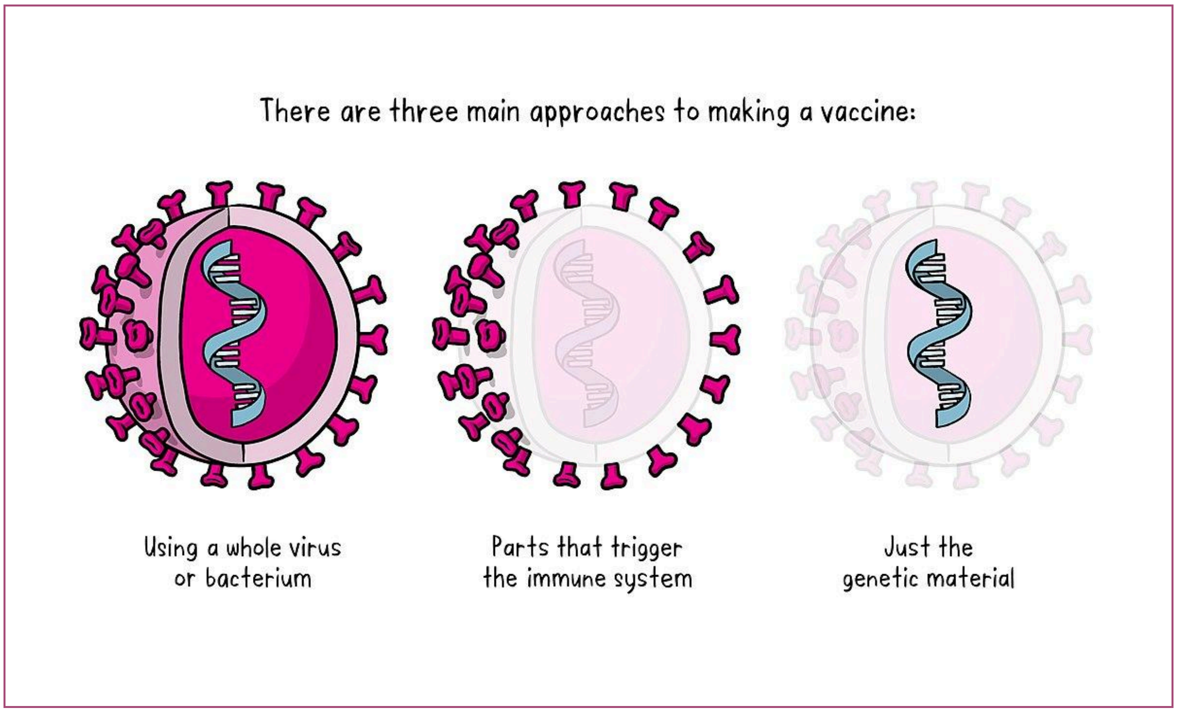
وغیرہ) میں کیسی پروٹینز شامل ہیں۔ جسم کے مدافعتی نظام کو یہ سیکھنے میں چند دن لگتے ہیں (یہی وجہ ہے کہ نزلہ زکام جو عموماً وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے، کئی دن میں ٹھیک ہوتا ہے۔ ہمارا مدافعتی نظام چند دن میں وائرس کے خلاف مزاحمت پیدا کر کے وائرس کو ختم کر دیتا ہے۔ اس دوران وائرس ہمارے جسم کو نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے جس وجہ سے ہمیں بیماری ہوتی ہے)۔

جب ہم جسم میں ویکسین داخل کرتے ہیں تو ہمارا مدافعتی نظام اس بیرونی جسم (ناکارہ وائرس جو کہ ویکسین کا حصہ ہوتی ہے) کو پہچان کر اس کے خلاف اینٹی باڈیز بنانے لگتا ہے۔ اس کام میں چند دن لگتے ہیں لیکن چونکہ یہ ناکارہ وائرس ہے اس لیے اس دوران یہ وائرس اپنی کاپیاں نہیں بنا سکتا اور ہمیں انفیکٹ نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ جسم اس وائرس کے خلاف اینٹی باڈیز بنانا سیکھ لے تو پھر مدافعتی نظام یہ اینٹی باڈیز بنانے کا طریقہ عمر بھر یاد رکھتا ہے اور اگر مستقبل میں کبھی جسم میں یہ وائرس داخل ہو جائے تو فوری طور پر اینٹی باڈیز بنا کر اس وائرس کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

لیکن اگر جسم میں پہلے سے ہی وائرس حملہ آور ہو چکا ہو تو پھر ویکسین بے کار ہوتی ہے کیونکہ جو سٹرکچرز (ناکارہ ویکسین) ہم جسم میں ویکسین کے ذریعے داخل کرتے ہیں وہ سٹرکچرز جسم میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں، اس لیے مدافعتی نظام ویکسین سے فعال نہیں ہوتا۔ چنانچہ ویکسین کا فائدہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب ویکسین انفیکشن سے پہلے دی جائے، نہ کہ انفیکشن کے بعد۔

چونکہ یہ پیش گوئی کرنا ناممکن ہے کہ کس بچے یا بچی کو اس کی زندگی میں ایچ پی وی کی انفیکشن ہو گی،

اس لیے دانشمندی یہی ہے کہ تمام بچوں کو یہ ویکسین لگائی جائے۔ چونکہ بچیوں کو اس وائرس سے کینسر کا خطرہ بہت زیادہ ہے اس لیے پہلی ترجیح بچیوں کو وائرس لگانا ہے۔ مغربی ممالک میں جہاں ایچ پی وی ویکسین کی مہم کئی سالوں سے چل رہی ہے وہاں بھی پہلے بچیوں کو ہی یہ ویکسین لگائی گئی۔ اب یہ ویکسین لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کو لگائی جا رہی ہے۔



3

اس تصویر میں بتایا گیا ہے کہ ویکسین بنانے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں لیکن مقصد سب کا ایک ہی ہے: یعنی جسم کو بیماری سے لڑنے کے لیے تیار کرنا۔
ایچ پی وی (HPV) ویکسین اس تصویر کے دوسرے طریقے کے مطابق بنائی جاتی ہے۔

"Parts that trigger the immune system"

(ایسے حصے جو مدافعتی نظام کو متحرک کریں)

[3] **Photo Credit:** https://www.who.int/news-room/feature-stories/detail/the-race-for-a-covid-19-vaccine-explained

ہمارے یہاں یورپ والی بے راہ روی نہیں ہے، اس لیے ہماری بچیوں کو اس ویکسین کی ضرورت نہیں۔

HPV (ہیومن پیپیلوما وائرس) دنیا بھر میں سب سے عام وائرل انفیکشن ہے جو جنسی تعلقات کے ذریعے پھیلتا ہے۔ یہ صرف "بے راہ روی" یا ایک سے زیادہ تعلقات رکھنے والے افراد تک محدود نہیں ہے، بلکہ ایک ہی شادی شدہ جوڑے میں بھی وائرس منتقل ہوسکتا ہے۔ اگر کسی لڑکی نے شادی سے پہلے کبھی کسی سے جنسی تعلق پیدا نہیں کیا لیکن اس کا شوہر اپنی زندگی میں پہلے کبھی کسی بھی وجہ سے اس وائرس سے متاثر ہوا (خواہ اسے اپنے جسم میں وائرس کی موجودگی کا علم بھی نہ ہو)، تو شادی کے بعد یہ وائرس بیوی کو منتقل ہوسکتا ہے۔ ایک دفعہ یہ وائرس جسم میں داخل ہو جائے تو پھر اس وائرس کو جسم سے ختم کرنا عملاً ممکن نہیں ہے۔ اس لیے شادی کے بعد یہ ویکسین فائدہ نہیں دیتا۔ اس ویکسین کا فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر یہ شادی یعنی جنسی تعلقات استوار کرنے سے پہلے دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ویکسین سکول کی عمر کی بچیوں کو لگانے کی سفارش کی جاتی ہے۔

اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری بچیوں کو اس ویکسین کی ضرورت نہیں تو ہم دراصل یہ کہہ رہے ہوتے

ہیں کہ ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ بچی کا ہونے والا شوہر ایچ پی وی وائرس کا کیریئر نہیں ہے۔ یہ گارنٹی تو دنیا کا کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کے بارے میں نہیں دے سکتا۔ چونکہ کوئی بھی شخص یہ گارنٹی نہیں دے سکتا اس لیے دانشمندی یہی ہے کہ بچیوں کو ایچ پی وی کی ویکسین لگوا کر مستقبل میں انہیں اس وائرس سے کینسر ہونے کا امکان ختم کر دیا جائے، بجائے اس کے کہ ہم اس امید پر اپنی بچیوں کا مستقبل داؤ پر لگا دیں کہ ان کے شوہر اس وائرس سے پاک ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ WHO اور CDC جیسے عالمی ادارے یہ ویکسین ترجیحی بنیادوں پر 9 سے 14 سال کی عمر میں لگوانے کی سفارش کرتے ہیں، کیونکہ اس وقت تک جسم وائرس سے متاثر نہیں ہوا ہوتا اور مدافعتی نظام بہترین طریقے سے تحفظ سیکھ لیتا ہے۔ HPV ویکسین صرف بچہ دانی کے کینسر سے نہیں بچاتی، بلکہ گلے، مقعد، عضوِ تناسل، اور فرج کے کینسرز کے ساتھ ساتھ جنسی اعضاء کے مسوں (Genital Warts) سے بھی تحفظ فراہم کرتی ہے۔

لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ یہ ویکسین صرف یورپ کے حالات کے لیے ہے۔ یہ ویکسین ہر اس معاشرے کے لیے اہم ہے جہاں مرد و عورت شادی کے بعد بھی اس وائرس کو ایک دوسرے کو منتقل کر سکتے ہیں۔ ایچ پی وی سے ہونے والے کینسر اور دوسری بیماریوں سے بچاؤ کے لیے اس وائرس کے خلاف ویکسینیشن ایک عالمی ضرورت ہے، نہ کہ صرف "بے راہ روی والے معاشروں" کی۔

حوالہ جات:

https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/cervical-cancer

https://www.cdc.gov/hpv/vaccines/?CDC_AAref_Val=https://www.cdc.gov/vaccines/vpd/hpv/public/index.html



4

Wart

ایچ پی وی کی ایک عام ظاہری علامت

[4] **Photo Credit:** https://shorturl.at/CSjOl

اگر ہماری بچیاں پاکدامن ہیں اور ہم ان کی دیندار لڑکوں سے شادی کریں تو اس ویکسین کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ بیان محض جذباتیت پر مبنی ہے۔ ہم کسی دوسرے کے بارے میں یہ گارنٹی تو کبھی نہیں دے سکتے کہ وہ کتنے دیندار ہیں۔ ویسے بھی کسی کا دیندار ہونا اس بات کی گارنٹی بالکل نہیں ہے کہ ماضی میں اس شخص کے کسی سے جسمانی تعلقات نہیں رہے اور اس کے جسم میں ایچ پی وی وائرس موجود نہیں ہے۔

ویکسین لگوانا ایک انشورنس پالیسی کی طرح سے ہوتا ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ہماری بچیوں کی شادیاں دیندار لوگوں سے ہوں، جنہوں نے شادی سے پہلے کوئی جسمانی تعلقات نہ رکھے ہوں اور شادی کے بعد بھی اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی سے کوئی جسمانی تعلق نہ رکھے۔ اس صورت میں ویکسین کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ہمیں اس بات کا علم نہ ہو کہ ہماری کسی بھی بچی کا شوہر شادی سے پہلے کسی سے جسمانی تعلقات قائم کر چکا ہے یا شادی کے بعد اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی سے جسمانی تعلقات استوار کرتا ہے۔ بجائے صرف اس امید پر عمر گزارنے کے کہ ہماری ہر بچی کا شوہر دیندار ہو گا اور بعد میں یہ انکشاف ہونے کے کہ بچی کے شوہر کے نکاح سے الگ تعلقات رہے ہیں اور وہ

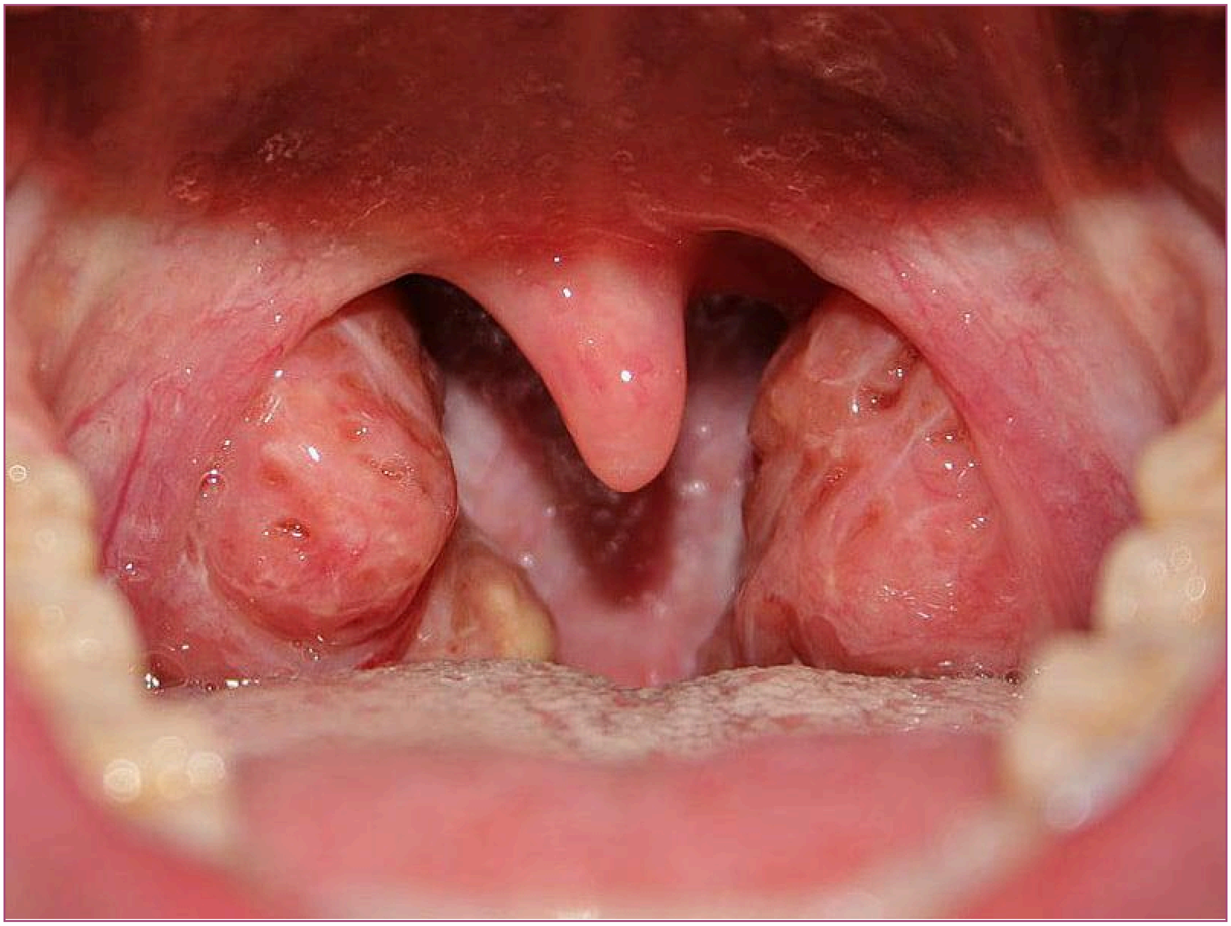
ایچ پی وی کا کیریئر ہے، دانشمندی یہ ہے کہ جہاں یہ امید رکھی جائے کہ دونوں میاں بیوی صرف ایک دوسرے کے ساتھ ہی جنسی تعلقات رکھیں گے، وہیں بچیوں کو ویکسین بھی لگوا دی جائے تاکہ اگر خدانخواستہ بعد میں یہ معلوم ہو کہ کسی بچی کا شوہر اس وائرس کا کیریئر ہے تو بھی بچی اس وائرس کے اثرات سے محفوظ رہے۔

HPV وائرس دنیا بھر میں بہت عام ہے اور زیادہ تر افراد بغیر کسی واضح علامت کے اپنی زندگی میں کسی نہ کسی وقت اس سے متاثر ہوتے ہیں۔یہ ویکسین جسم کے مدافعتی نظام کو پہلے سے تیار کرتی ہے تاکہ خطرناک قسم کے ایچ پی وی وائرس کے خلاف لڑ سکے۔

دنیا بھر کے صحت کے اداروں جیسے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) اور سینٹرز فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پریونشن (CDC) کی سفارشات کے مطابق یہ ویکسین مکمل طور پر محفوظ اور مؤثر ہے۔

حوالہ جات:

https://my.clevelandclinic.org/health/treatments/21613-hpv-vaccine?utm



HPV کے کچھ اقسام گلے یا tonsils میں ٹیومر (cancer) پیدا کر سکتے ہیں۔[5]

[5] **Photo Credit:** Wikimedia Commons

ایچ پی وی ویکسین ہماری بچیوں کو بانجھ کر سکتی ہے؟

یہ ایک بالکل بے بنیاد بات ہے۔اس ویکسین کا بانجھ پن سے کوئی تعلق نہیں۔ کسی بھی ویکسین کو اس وقت تک عام لوگوں کے لیے استعمال کی اجازت نہیں دی جاتی جب تک اس کے فیلڈ ٹرائلز مکمل نہ ہو جائیں، اور ان ٹرائلز کے ڈیٹا سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ویکسین نہ صرف وائرس کے خلاف مضبوط مزاحمت پیدا کرتی ہے بلکہ اس کے کوئی سیریس سائیڈ افیکٹس نہیں ہیں۔ ایچ پی وی ویکسین کو بھی ایک دہائی سے بھی زیادہ پہلے عام استعمال کی منظوری دے دی گئی تھی۔ اس ویکسین کے ٹرائلز پچاس ہزار سے زیادہ افراد پر ہوئے۔ ان ٹرائلز کے ڈیٹا کو انتہائی باریک بینی سے سٹڈی کیا گیا اور ہر رپورٹ شدہ مسئلے کا جائزہ لیا گیا۔ کسی رپورٹ میں یہ نہیں کہا گیا کہ اس ویکسین کی وجہ سے کسی بھی خاتون میں بانجھ پن کا مسئلہ پیدا ہوا۔

اس ویکسین کی منظوری کے بعد اب یہ ویکسین کروڑوں خواتین کو دی جا چکی ہے اور کم وبیش ہر ملک میں دی جا رہی ہے۔ کہیں سے ایسی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی کہ اس ویکسین کے استعمال سے کسی بھی ملک یا کسی بھی علاقے میں بانجھ پن میں کوئی اضافہ نوٹ کیا گیا۔

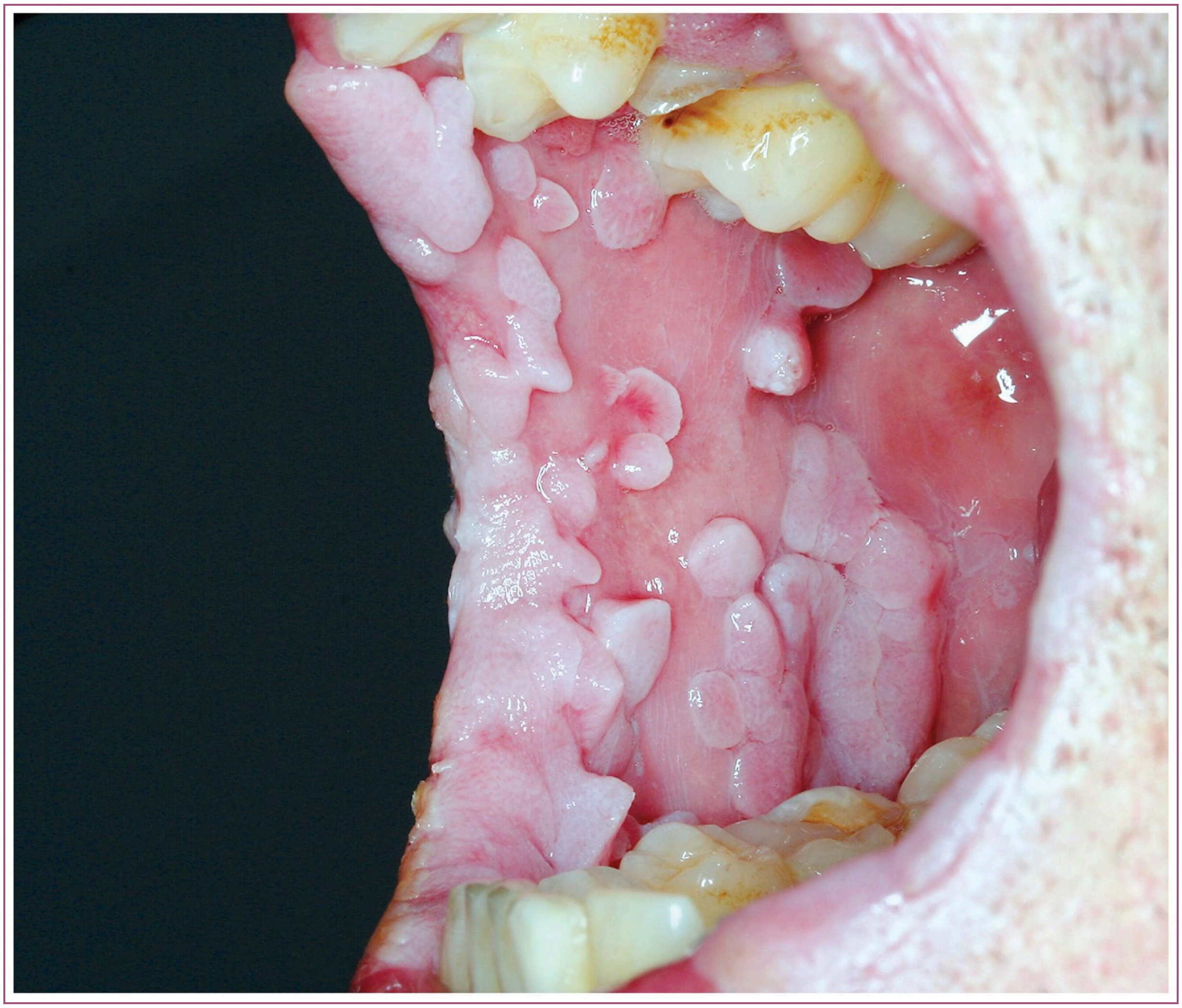
یہاں نکتہ یہ نہیں ہے کہ ویکسین لگوانے والی خواتین میں کوئی ایک بھی بانجھ نہیں تھیں، بلکہ یہ

ہے کہ ویکسین کے استعمال سے کہیں بھی بانجھ پن میں اضافہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ دنیا بھر میں بچہ پیدا کرنے کی عمر والی خواتین میں سے اوسطاً دو فیصد خواتین بانجھ ہوتی ہیں، یعنی بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اس بانجھ پن کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں، جن میں زیادہ تر وجوہات جینیاتی ہوتی ہیں۔ یعنی ایسی خواتین کے reproductive system میں کہیں نہ کہیں کوئی خرابی ہوتی ہے، جس وجہ سے وہ ماں نہیں بن پاتیں۔ نکتہ یہ ہے کہ اس ویکسین کے استعمال سے دنیا کے کسی بھی علاقے میں خواتین کے بانجھ پن میں اضافہ نہیں ہوا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس ویکسین سے بانجھ پن نہیں ہوتا۔

دنیا بھر کے ماہرینِ صحت اور بڑے ادارے جیسے عالمی ادارۂ صحت اور امریکی سینٹر فار ڈیزیز کنٹرول اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں کہ یہ ویکسین نہ صرف محفوظ ہے بلکہ بے حد مؤثر بھی ہے۔ اس کا اصل مقصد بچیوں اور بچّوں کو مستقبل میں ہونے والے کینسر، خاص طور پر سروائیکل کینسر سے محفوظ رکھنا ہے۔ اگر یہ ویکسین لگائی جائے تو ہزاروں زندگیاں بچ سکتی ہیں۔ اس لیے اسے نقصان دہ کہنا یا بانجھ پن سے جوڑنا ایک ایسا الزام ہے جس کی کوئی سائنسی بنیاد نہیں۔ یہ ویکسین ہماری آنے والی نسلوں کو بیماریوں سے بچانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

حوالہ جات:

https://www.who.int/groups/global-advisory-committee-on-vaccine-safety/topics/human-papillomavirus-vaccines/safety?utm



ایڈز کے مریض کے منہ میں ایچ پی وی سے پیدا ہونے والی پیپیلوماٹوسس[6]

[6] **Photo Credit:** https://shorturl.at/vvhzW

پاکستان اور ترقی پذیر ممالک کے لوگوں کے اوپر پہلے ان ویکسینز کو ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور ان کے نتائج کو دیکھا جاتا ہے؟

یہ محض ایک سازشی نظریہ ہے جو محض ویکسین کے ٹرائلز کے پروٹوکولز سے مکمل لاعلمی کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہو رہا ہے۔ کسی بھی ویکسین کے ٹرائلز اس طرح پبلک میں نہیں ہوتے۔

ویکسین یا کسی بھی دوا کے ٹرائل تین سٹیجز میں ہوتے ہیں۔ پہلی سٹیج میں ویکسین کو گنے چنے والنٹیئرز پر ٹیسٹ کیا جاتا ہے جو ہر طرح سے صحت مند ہوتے ہیں۔ اس سٹیج کا مقصد یہ جاننا ہوتا ہے کہ ویکسینز کا کوئی بڑا نقصان تو نہیں ہے۔ دوسری سٹیج میں چند سو افراد پر ویکسین ٹیسٹ کی جاتی ہے جس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ویکسین کا جو بنیادی کام ہے وہ کام ویکسین کامیابی سے کر رہی ہے یا نہیں۔ اس فیز میں ڈبل بلائنڈ پروٹوکولز استعمال ہوتے ہیں یعنی ویکسین لینے والے اور دینے والے دونوں کو یہ علم نہیں ہوتا کہ کس مریض کو ویکسین دی جا رہی ہے اور کس مریض کو پلاسیبو۔ اس سٹیج میں دوا کی مختلف مقداریں استعمال کی جاتی ہیں اور یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ عوام کے لیے کم از کم کتنی مقدار مطلوبہ مدافعت پیدا کرتی ہے۔

اگر یہ ٹرائلز بھی کامیاب رہیں تو فیز تھری ٹرائلز میں ویکسین کو ہزاروں افراد پر ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔

یہ ٹرائلز بھی ڈبل بلائنڈ ہوتے ہیں جس میں رینڈم بیک گراؤنڈ کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ ٹرائلز بھی کامیاب رہیں تو ہی حکومتی ادارے ویکسینز کی عام استعمال کے لیے منظوری دیتے ہیں۔

HPV ویکسین کی مثال لیں تو یہ سب سے پہلے یورپ، امریکا اور آسٹریلیا میں ریسرچ اور ٹرائلز کے بعد منظور ہوئی۔ وہاں لاکھوں لڑکوں اور لڑکیوں پر اس کے اثرات دیکھے گئے، اس کی حفاظت اور اثر پذیری کا بار بار جائزہ لیا گیا، اور پھر عالمی ادارۂ صحت (WHO) نے اسے دنیا بھر کے لیے تجویز کیا۔

پاکستان اور دیگر ترقی پذیر ملکوں میں جب یہ ویکسین متعارف کرائی جاتی ہے تو یہ پہلے سے ثابت شدہ اور محفوظ دوا ہوتی ہے، جسے بڑے پیمانے پر کئی سال آزمایا جا چکا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ترقی پذیر ملکوں کے لوگوں پر تجربہ کیا جاتا ہے، درست نہیں ہے۔

حوالہ جات:

https://www.who.int/groups/global-advisory-committee-on-vaccine-safety/topics/human-papillomavirus-vaccines/safety-of-hpv?utm

https://www.cdc.gov/hpv/hcp/vaccination-considerations/safety-and-effectiveness-data.html?utm

ایچ پی وی ویکسین اور پولیو ویکسین کا فارمولا شیئر کریں

ویکسینز کا کوئی فارمولا نہیں ہوتا۔ ویکسینز میں عموماً ناکارہ وائرس یا ناکارہ وائرس کے کچھ حصے یعنی ناکارہ وائرس کی کچھ پروٹینز استعمال کی جاتی ہیں۔ وائرس پیچیدہ بیالوجیکل سٹرکچر ہوتے ہیں سادہ مالیکیول نہیں ہوتے جن کا کوئی فارمولا ہو۔ ویکسینز انتہائی پیچیدہ لیبارٹریز میں جدید ترین ٹیکنالوجی استعمال کر کے بنائی جاتی ہیں اور انہیں مینوفیکچرنگ کے اعلیٰ ترین بین الاقوامی سٹینڈرڈز کے مطابق بنایا جاتا ہے۔ بنانے کے بعد ویکسینز کی بوتلوں کو سربمہر کر کے انہیں بڑے بڑے پیکیجز میں پیک کیا جاتا ہے اور ان پیکیجز پر مینوفیکچرنگ کی تمام تفصیل موجود ہوتی ہے۔ ان پیکیجز کو گوداموں میں رکھا جاتا ہے اور جہاں ضرورت ہو وہاں بھیجا جاتا ہے۔ کوئی بھی ویکسین کسی ایک ملک کے لیے خاص طور پر نہیں بنائی جاتی۔ جو ویکسین پاکستان میں لگائی جا رہی ہے عین وہی ویکسین کئی دوسرے ممالک میں بھی استعمال ہو رہی ہے۔

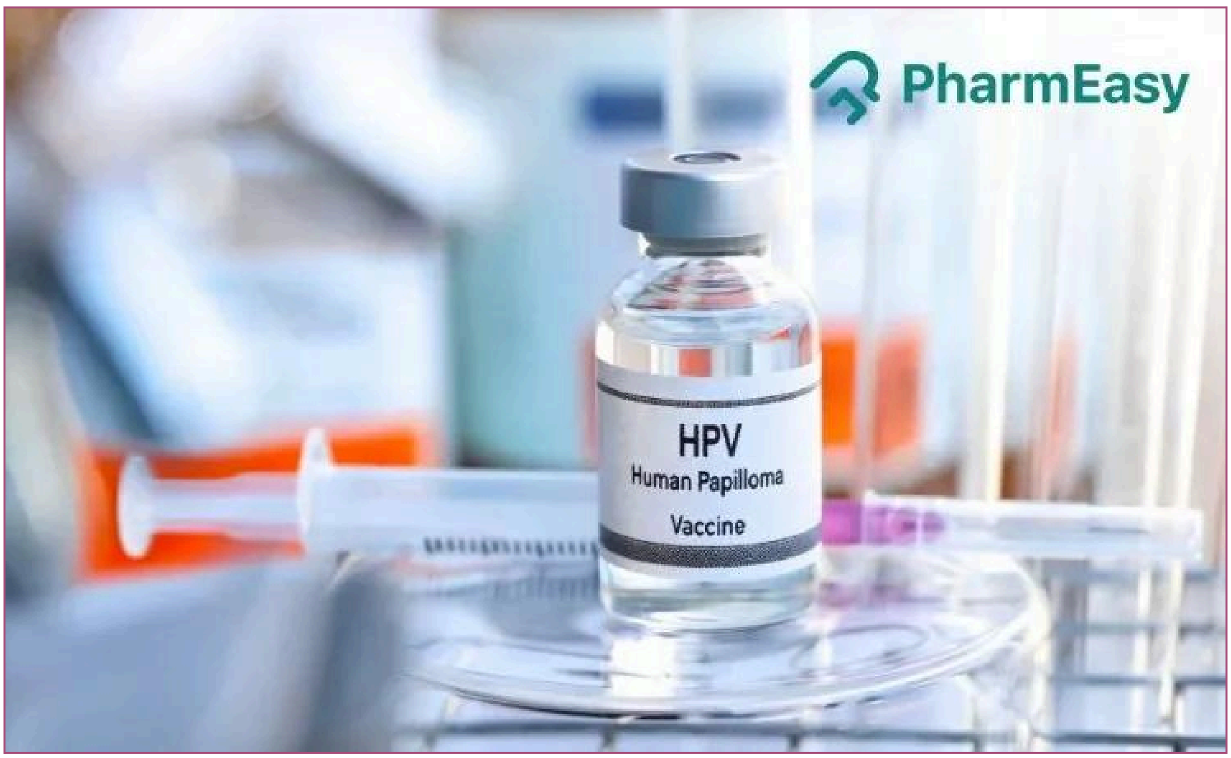
ویکسینز کے اجزاء، سیفٹی ڈیٹا اور کلینیکل ٹرائلز کی تفصیلات چھپائی نہیں جاتیں بلکہ یہ سب عوامی سطح پر موجود ہیں۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) اور امریکی سینٹر فار ڈیزیز کنٹرول (CDC) اپنی ویب سائٹس پر ویکسین کے اجزاء اور ان کی حفاظت سے متعلق مکمل معلومات فراہم کرتے ہیں۔ اس لیے یہ

کہنا درست نہیں کہ ویکسینز خفیہ رکھی جاتی ہیں۔ ان کا مقصد صرف انسانوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنا ہے۔

حوالہ جات:

https://www.cdc.gov/vaccine-safety/vaccines/hpv.html?utm

https://www.cdc.gov/vaccines/vpd/polio/hcp/composition-dosage-administration.html



ایچ پی وی ویکسین لگوانے کی بہترین عمر 9 سے 14 سال کے درمیان ہے، لیکن یہ ویکسین 45 سال تک لگائی جا سکتی ہے[7]

[7] **Photo Credit:** https://shorturl.at/NwJFn

یہ ویکسین فری میں کیوں دی جارہی ہے؟ ہمارے ملک میں تو فری میں کچھ نہیں ملتا

HPV اور پولیو جیسی ویکسینز عالمی صحت کے بڑے پروگرامز کا حصہ ہیں، جہاں عالمی ادارہ صحت (WHO)، یونیسف (UNICEF) اور دوسرے ڈونر ادارے (جیسے Gavi The Vaccine Alliance) ویکسینز خرید کر غریب اور ترقی پذیر ممالک کو مفت فراہم کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ بیماریاں پھیلتی ہیں تو وہ صرف ایک ملک کا نہیں، پوری دنیا کا مسئلہ بن جاتی ہیں۔ یہ ویکسین صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ کئی ممالک میں سکول کی بچیوں اور بچوں کو مفت لگائی جا رہی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی اور کئی دوسرے یورپی ممالک میں بھی ایچ پی وی کی ویکسین بچیوں کو مفت لگائی جا رہی ہے۔ اس پروگرام کی زیادہ تر فنڈنگ عالمی ادارہ صحت یعنی WHO سے دی جا رہی ہے جو صرف پاکستان کے لیے ہی نہیں بہت سے ممالک کے لیے یہ ویکسین مفت لگانے کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ یہ ویکسین فری اس لیے ہے کہ بیماری کو ختم کیا جائے، نہ کہ اس کے پیچھے کوئی سازش ہے۔

حوالہ جات:

یہ وہ ادارہ ہے جو غریب ممالک کو ویکسین فری میں فراہم کرتا ہے۔

https://www.gavi.org/

یہ ایک جنسی بیماری ہے تو بچیوں کو ویکسین کیوں دی جارہی ہے؟

یہ ایک عام غلط فہمی ہے کہ HPV صرف ایک "جنسی بیماری" ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ HPV ایک وائرس ہے جو مستقبل میں کئی خطرناک کینسرز (خصوصاً بچہ دانی کے کینسر) اور جسم پر مسوں جیسی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ چونکہ یہ وائرس زیادہ تر جنسی تعلقات کے ذریعے پھیلتا ہے، اس لیے بچاؤ کا سب سے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ بچیاں اور بچے کم عمری (9 سے 14 سال) میں یعنی شادی سے پہلے ہی یہ ویکسین لگوا لیں، تاکہ ان کے جسم کا مدافعتی نظام مستقبل میں وائرس سے لڑنے کے لیے تیار ہو۔

یہ ویکسین اس لیے چھوٹی عمر میں دی جاتی ہے کہ اس وقت تک زیادہ تر بچے اس وائرس کے کسی بھی خطرناک قسم سے متاثر نہیں ہوتے۔ کوئی بھی ویکسین صرف اسی صورت میں کام کرتی ہے اگر اسے وائرس کی انفیکشن ہونے سے پہلے لگایا جائے۔ اسی لیے یہ وائرس بچوں اور بچیوں کو دی جاتی ہے کیونکہ ان میں ابھی وائرس پائے جانے کا امکان نہیں ہوتا اور یوں یہ ویکسین انہیں عمر بھر کے لیے تحفظ دیتی ہے۔ اگر کسی بچی کو یہ وائرس لگ جائے تو اس کے بعد اس وائرس کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ یہ

وائرس خواتین کے جسم میں تا عمر رہتا ہے اور کئی خواتین میں سروکس کے کینسر کا باعث بنتا ہے۔ بچیوں کو شادی سے پہلے یہ ویکسین دینے سے سروکس کے کینسر کا خطرہ کم وبیش ختم ہو جاتا ہے

اس ویکسین کا مقصد صرف "جنسی بیماری سے بچاؤ" نہیں، بلکہ مستقبل میں ہونے والے کینسر اور دیگر بیماریوں سے تحفظ ہے۔یہی وجہ ہے کہ عالمی ادارہ صحت (WHO) اور دنیا بھر کے ماہرین اس ویکسین کو بچوں اور بچیوں دونوں کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں۔

حوالہ جات:

https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/cervical-cancer



[8]

Planter warts

HPV سے ہونے والے یہ وارٹس اکثر پیروں کے تلوے یا ایڑھی پر بنتے ہیں

[8] **Photo Credit:**https://shorturl.at/leyFT

پاکستانی حکمران اور یورپی میڈیسن کمپنیاں پاکستانیوں کیلئے مہربان کب سے ہوگئیں؟

HPV اور پولیو جیسی ویکسینز پاکستان اور کئی دوسرے ممالک میں مفت اس لیے دی جا رہی ہیں کیونکہ یہ عالمی صحت کے پروگرامز کا حصہ ہیں، نہ کہ کسی ملک یا کمپنی کی "مہربانی"۔

عالمی ادارہ صحت (WHO)، یونیسف (UNICEF)، اور Gavi The Vaccine Alliance جیسے ادارے یہ ویکسین خرید کر ترقی پذیر ممالک میں مفت فراہم کرتے ہیں تاکہ خطرناک بیماریوں کو روکا جا سکے۔ اگر یہ ویکسین نہ دی جائے تو ایچ پی وی کی انفیکشن پھیل سکتی ہے، اور ایک ملک کی حد تک نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے خطرہ بن جاتی ہے۔ اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ کورونا کا وائرس چین کے ایک شہر سے نکلا اور آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل گیا جس سے دنیا بھر میں کئی ملین افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایچ پی وی کو بھی اگر کنٹرول نہ کیا گیا تو یہ وائرس زیادہ پھیل سکتا ہے۔

یعنی یہ کوئی ذاتی یا سیاسی مہربانی نہیں، بلکہ عالمی سطح پر صحت کے تحفظ کا منصوبہ ہے۔

میں نے فلاں ڈاکٹر سے سنا ہے کہ یہ ویکسن نقصان دہ ہے

سوشل میڈیا پر آج کل اس ویکسین کے خلاف شدید منفی پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ ایسا پراپیگنڈہ کرنے والے زیادہ تر لوگ میڈیکل فیلڈ کے ماہر نہیں ہیں اس لیے ان کی باتوں کی ویسے بھی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کسی بھی فیلڈ کے متعلق صرف انہی لوگوں کے بیانات قابل اعتماد ہوتے ہیں جو اس فیلڈ کے ماہر ہوں۔

بدقسمتی سے یہ بات درست ہے کہ کچھ ڈاکٹرز بھی اس ویکسین کے خلاف پوسٹس اور ویڈیو بنا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جو سوشل میڈیا پر اپنے آپ کو میڈیکل ایکسپرٹ کہتا ہے، واقعی میں کوالیفائیڈ ڈاکٹر بھی ہو۔ سوشل میڈیا پر ایسے بہت سے ویڈیو گردش کر رہے ہیں جن میں بظاہر کوئی 'ڈاکٹر' اس ویکسین کے خلاف زہر اگل رہے ہیں۔ ان کا بیک گراؤنڈ چیک کریں تو ان میں سے کوئی ہربلسٹ نکلتا ہے (جو یقیناً میڈیکل ڈاکٹر نہیں ہوتا)، کوئی ہومیوپیتھ نکلتا ہے (جس کا میڈیکل کے فیلڈ سے دور دور تک کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا)، تو کوئی حکیم نکلتا ہے (حکمت کا نہ تو میڈیکل

سائنس سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی حکمت میں ویکسین کا کوئی تصور موجود ہے)۔ اس لیے ایسے 'ماہرین' کی رائے کو بلا تردد نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص واقعی کوالیفائیڈ میڈیکل ڈاکٹر ہے اور ویکسین کے خلاف ہے تو ایسے ڈاکٹر صاحب سے مطالبہ کیجیے کہ اپنے تحفظات کی وجوہات بیان کریں۔ اگر وہ ڈاکٹر صاحب یہودیوں، بل گیٹس، اسرائیل، لبرلز وغیرہ پر الزام تراشی کرتے ہیں تو جان لیجیے کہ وہ محض سازشی نظریات کا شکار ہیں۔ پیشہ ور ماہرین سائنس کی بات ڈیٹا کی بنیاد پر کرتے ہیں، سازشی نظریات یا جذبات کی بنیاد پر نہیں۔

اگر کوئی ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ ویکسین ابھی تجرباتی ہے تو ان سے اس دعوے کا ثبوت طلب کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ویکسین دس سال سے زیادہ پہلے فیلڈ ٹرائلز مکمل ہونے کے بعد باقاعدہ استعمال کے لیے منظور کی گئی ہے۔ اسے تجرباتی ویکسین کہنا صریحاً غلط بیانی ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ ویکسین بانجھ پن پیدا کرتی ہے، اس کے سائیڈ ایفیکٹس زیادہ ہے، تو ان سے وہ سائنسی ڈیٹا طلب کیجیے جس کی بنا پر وہ ایسا دعویٰ کر رہے ہیں۔

کسی بھی فیلڈ میں حقائق متعین کرنے کا بنیادی اور متفقہ اصول یہ ہے کہ اس فیلڈ کے ماہرین کی رائے کو درست تسلیم کیا جاتا ہے۔ میڈیکل پروفیشنلز کی بھاری اکثریت اس ویکسین کو نہ صرف محفوظ اور با اثر قرار دیتی ہے بلکہ اسے بچیوں کو مستقبل میں سروکس کینسر جیسے موذی مرض سے بچانے کے

لیے انتہائی ضروری قرار دیتی ہے۔ اگر محض ایک انجکشن سے کسی بچی کو مستقبل میں سروکس کینسر کا امکان عملاً صفر کیا جا سکتا ہے تو محض سطحی جذباتیت کی بنا پر اس ویکسین کی مخالفت کرنا سمجھ سے باہر ہے۔



[9]
Heck Disease

HPVکی وجہ سے منہ کی اندرونی سطح پر نرم ابھار بنتے ہیں

[9] **Photo Credit:**https://shorturl.at/wD4n9

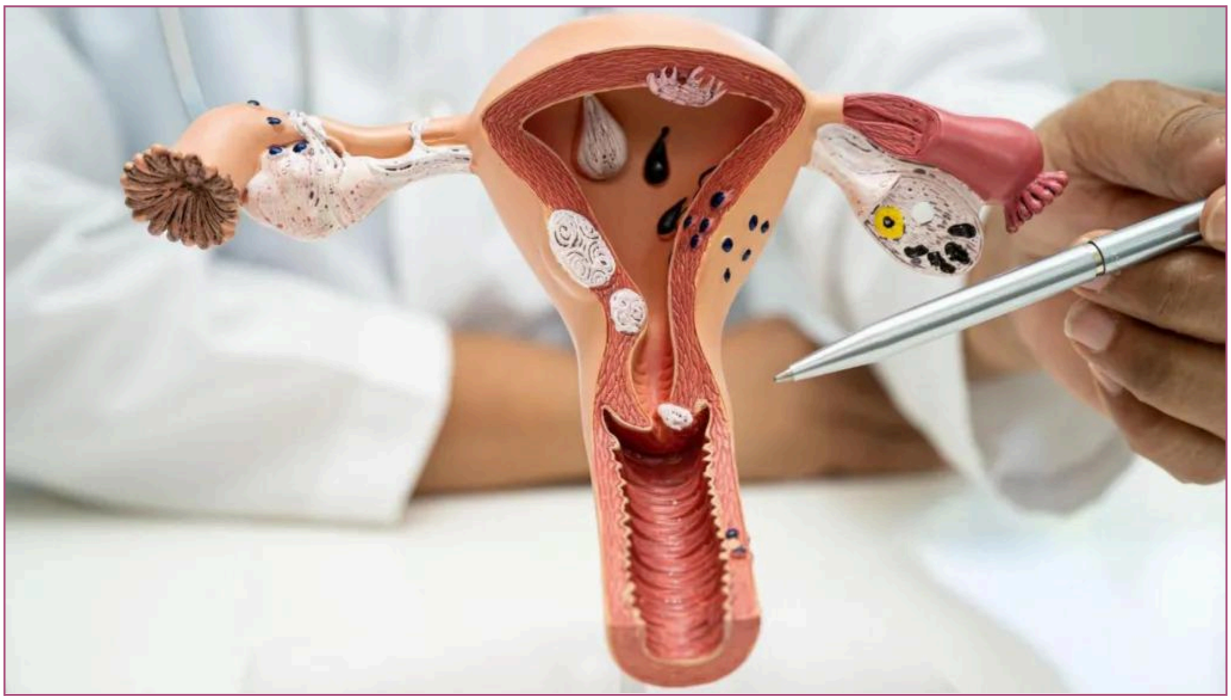
بھوک مہنگائی بے روزگاری نا انصافی اصل مسائل تو یہ ہیں اس پر کیوں کوئی بات نہیں کرتا؟

یہ بالکل درست ہے کہ پاکستان جیسے ممالک میں بھوک، مہنگائی، بے روزگاری اور ناانصافی جیسے مسائل بہت سنگین ہیں، اور ان پر بات ہونی چاہیے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صحت کے دیگر اہم اقدامات جیسے ویکسینیشن پروگرامز کو نظر انداز کیا جائے۔ یہ سوچ تو انتہائی سطحی ہے کہ اگر ایک بڑا مسئلہ موجود ہے تو جب تک وہ مسئلہ حل نہ ہو کسی دوسرے مسئلے کی طرف توجہ ہی نہ دی جائے۔ دانشمندی تو یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تمام مسائل کو حل کرنے کی کوشش مسلسل جاری رکھی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ بیماریوں سے بچاؤ بھی ایک لمبی مدت کا سماجی اور اقتصادی مسئلہ ہے۔ مثال کے طور پر، HPV اور پولیو جیسی ویکسینز لوگوں کی صحت بچاتی ہیں، بچوں کو بیمار ہونے سے روکتی ہیں اور ملک کی مجموعی ترقی میں حصہ ڈالتی ہیں۔ اگر یہ ویکسینز نہ لگیں، تو بعد میں بیماریوں کی وجہ سے صحت کے اخراجات بڑھیں گے، لوگوں کی کام کرنے کی صلاحیت متاثر ہوگی، اور ملک کی ترقی رک سکتی ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحت کے اقدامات اور معاشرتی و اقتصادی مسائل دونوں اہم ہیں، اور

دونوں پر کام ہونا چاہیے۔ ویکسین لگانا اس بات کے خلاف نہیں، بلکہ یہ ملک کی مجموعی بہتری کا حصہ ہے۔



[10] وَجائنا کی اندرونی سطح سے نمونہ لینے کے لیے swab استعمال کیا جاتا ہے، جسے بعد میں HPV کی جانچ کے لیے لیبارٹری بھیجا جاتا ہے۔

[10] **Photo Credit:**https://shorturl.at/hNT6u

ابھی اس ویکسین کی ضرورت ہے یا سیلاب سے تباہ حال لوگوں اور کسانوں کی بحالی کی؟بل گیٹس ہمارے ملک میں غربت کے خاتمے کے لیے انویسٹ کیوں نہیں کرتا؟ پاکستانی حکومت اس کا ڈیزائن کردہ پروگرام نافذالعمل کرنے میں اتنی جلدی کیوں دکھارہی ہے؟

HPV ویکسین کا مقصد ایک مخصوص بیماری، یعنی سروائیکل کینسر اور دیگر HPV سے متعلق کینسرز سے بچاؤ ہے۔ یہ ویکسین ایک عالمی صحت کا پروگرام ہے، جو WHO اور دیگر بین الاقوامی اداروں کی سفارشات کے تحت ملکوں میں متعارف کرایا جاتا ہے تاکہ مستقبل میں انسانی جانوں کے نقصان کو کم کیا جا سکے۔غربت یا قدرتی آفات کے مسائل اور ویکسین پروگرام ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہیں۔ صحت کے پروگرام اور بنیادی ترقیاتی کام دونوں کو بیک وقت چلایا جا سکتا ہے۔ بل گیٹس یا دیگر بین الاقوامی فلاحی ادارے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں، جیسے غربت، تعلیم، صفائی، اور صحت؛ HPV ویکسین ان کا صحت کے شعبے میں ایک مخصوص پروجیکٹ ہے، اور یہ پاکستان کی عوام کے فائدے کے لیے فراہم کی جاتی ہے۔

بل گیٹس براہ راست پاکستان کو یہ ویکسین فراہم نہیں کر رہے۔ گیٹس فاؤنڈیشن ایک بین الاقوامی فلاحی ادارہ ہے جسے بل گیٹس نے اپنی زیادہ تر دولت عطیہ کر دی ہے۔ یہ فاؤنڈیشن دنیا بھر میں فلاحی کاموں میں مصروف ہے۔ گیٹس فاؤنڈیشن نے دنیا بھر کے غریب ممالک میں ایچ پی وی کی ویکسین تقسیم کرنے کے لیے ایک خطیر رقم مختص کی ہے۔ اس میں سے مختلف ممالک کو ان کی ضروریات کے مطابق عطیات دیے جا رہے ہیں۔ گویا یہ عنایت صرف پاکستان کے لیے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ بہت سے ملکوں کو ان کی ضروریات کے مطابق رقم فراہم کی جا رہی ہے جس میں پاکستان بھی شامل ہے۔ چونکہ یہ مدد بالخصوص ایچ پی وی کی ویکسینیشن کے لیے دی جا رہی ہے اس لیے حکومت کے پاس یہ آپشن نہیں ہے کہ اس مدد سے جڑی رقم کو سیلاب زدگان کی بحالی کے لیے خرچ کر سکے۔ سیلاب زدگان کی مدد کے لیے بہت سے انٹرنیشنل ادارے الگ سے پاکستان کی مدد کر رہے ہیں۔

حکومت پاکستان کی جانب سے جلدی دکھائی دینے میں کچھ وجہ تو یہ ہے کہ ویکسین لگانے کا پروگرام کئی انٹرنیشنل اداروں کے ساتھ بنایا گیا ہے اور ان اداروں کے ساتھ ویکسین لگانے کے جس شیڈول پر اتفاق ہوا ہے اس شیڈول کی پابندی لازمی ہے۔ ان انٹرنیشنل اداروں نے اور بہت سے ممالک میں ویکسین کے پروگرام کو کوارڈینیٹ کرنا ہوتا ہے۔ انہیں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری عوام ابھی تیار نہیں ہیں اس لیے اس پروگرام کو موخر کر دیا جائے۔

حکومت نے لگ بھگ پچاس ہزار ہیلتھ ورکرز کو ویکسین لگانے کی ٹریننگ دی ہے۔ یہ ورکرز اس

مہم کے لیے تیار ہیں اس لیے اس مہم کو جلد مکمل کرنا ضروری ہے تاکہ یہ ورکرز اپنی ریگولر جابز پر واپس جا سکیں۔ یہ پلاننگ ایک سال سے چل رہی تھی کوئی آج کی بات نہیں ہے۔

تاہم اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ویکسین سے متعلق اس قدر کنفیوژن میں شاید حکومت کی کوتاہی اور نااہلی بھی شامل ہے۔ اگر اس پروگرام کو عوام میں متعارف کروانے کے لیے سٹیپ بائی سٹیپ کام کیا جاتا جس میں پہلے عوام میں آگاہی کی مہم چلائی جاتی اور مختلف چینلز سے لوگوں کے شکوک و شبہات کے جواب دیے جاتے تو شاید لوگوں میں اس قدر کنفیوژن نہ پھیلتا اور نہ ہی عدم اعتمادی کی وہ فضا قائم ہوتی جو آج ملک میں قائم ہے۔

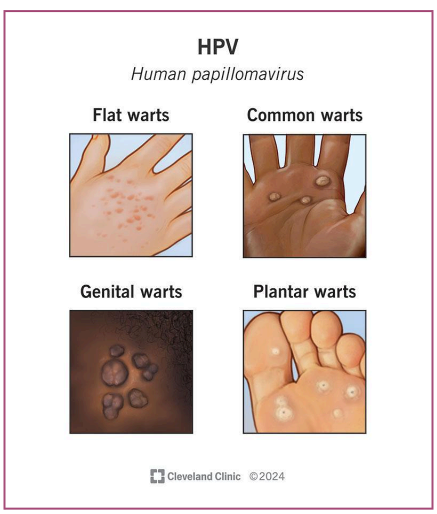
حکومت کی نااہلی اپنی جگہ پر، لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ عوام میں عدم اعتمادی کی فضا کی سب سے بڑی وجہ سوشل میڈیا پر سازشی نظریات کی بھرمار ہے۔ بہت سے لوگ صرف سوشل میڈیا کی ٹریفک بڑھانے کے لیے سازشی نظریات پھیلاتے ہیں۔ یہود و ہنود کا ذکر کر کے لوگوں کے مذہبی جذبات کو ابھارا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگ مذہب کے معاملے چونکہ بہت حساس ہوتے ہیں اس لیے لوگوں کی اکثریت بنا سوچے سمجھے ایسے بیانات کو درست تسلیم کر لیتے ہیں۔ کبھی غور کیجیے کہ سوشل میڈیا کی ایسی پوسٹس میں کبھی کوئی مستند ڈیٹا شامل نہیں ہوتا، صرف بے سروپا دعوے ہوتے ہیں۔ لوگ بنا سوچے سمجھے ایسی پوسٹس کو بے دھڑک شیئر کرتے ہیں اور انہیں وائرل کر دیتے ہیں۔

کینسر سے بچنے کے لیے ویکسین لگانے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ کاربوہائیڈریٹ، نمک اور شوگر چھوڑ دی جائے اور ہلدی کا استعمال کیا جائے۔

کینسر ایک انتہائی مہلک بیماری ہے جس سے بچنے کے لیے اس قسم کے ٹوٹکے استعمال کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ اب ہم انتہائی اعتماد سے یہ جانتے ہیں کہ سروکس کے کینسر کے نوے فیصد سے زیادہ کیسز ایچ پی وی وائرس کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اس لیے اس وائرس کے خلاف ویکسین لگانا اس کینسر کے امکان کو کم کرنے کا تیر بہدف نسخہ ہے جو کئی سالوں کی تحقیق سے درست ثابت ہوا ہے۔ اس ویکسین کے لگانے سے دنیا بھر میں سروکس کینسر اور اس وائرس سے ہونے والی دوسری تمام بیماریوں کا امکان کم و بیش ختم کیا جا سکتا ہے۔ کینسر جیسے موذی مرض سے بچنے کے لیے دانشمندی اور دور رس سوچ کی ضرورت ہوتی ہے، ٹونے ٹوٹکوں سے کینسر کا امکان کم نہیں ہو جاتا۔

اس ویکسین سے تولیدی اور جنسی نظام متاثر ہوگا

ایسے دعوے محض سازشی نظریات ہیں جن کا کوئی ثبوت یسر نہیں ہے۔ اس ویکسین کے ٹرائلز کئی ترقی یافتہ ممالک میں کیے گئے جن میں پچاس ہزار کے قریب لوگوں نے حصہ لیا۔ ان ٹرائلز کے ڈیٹا کا تفصیلی تجزیہ کیا جا چکا ہے اور اس ٹرائل میں شامل خواتین میں تولیدی نظام سے متعلق کوئی مسئلہ نہیں پایا گیا۔ یہ ویکسین دنیا بھر میں خواتین کو لگائی جا رہی ہے اور پچھلی ایک دہائی میں اب تک دنیا کی لگ بھگ تیس فیصد خواتین کو یہ ویکسین لگ چکی ہے تاکہ مستقبل میں سروائیکل کینسر اور دیگر HPV سے متعلق کینسرز سے بچاؤ ممکن ہو۔ کسی بھی ملک میں اس ویکسین کی وجہ سے نہ تو بچے پیدا ہونے کی شرح میں کوئی کمی آئی ہے اور نہ ہی خواتین میں بانجھ پن میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔ دنیا بھر کے صحت کے ادارے، جیسے WHO اور CDC، نے اس ویکسین کو محفوظ اور مؤثر قرار دیا ہے اور اس کا بانجھ پن یا جنسی صلاحیت میں کمی سے کوئی تعلق سے نہیں۔



کسی بھی قسم کی ویکسین دل کے لیے انتہائی مضر ہوتی ہے

یہ دعویٰ بالکل درست نہیں ہے۔ HPV ویکسین سمیت دنیا کی منظور شدہ ویکسینز کو محفوظ اور مؤثر قرار دیا گیا ہے، اور یہ دل یا دل کی شریانوں کو نقصان نہیں پہنچاتیں۔ لاکھوں افراد پر ہونے والی تحقیق اور عالمی صحت کے اداروں کے جائزے (WHO، CDC) نے یہ ثابت کیا ہے کہ ویکسین سے ہارٹ اٹیک یا دیگر دل کی بیماریوں کا خطرہ نہیں بڑھتا۔ ویکسین کا مقصد صرف مخصوص وائرس کے خلاف مدافعتی نظام کو مضبوط کرنا ہے۔

یہ کہنا کہ "کسی بھی قسم کی ویکسین دل کے لیے انتہائی مضر ہوتی ہے" ایک وسیع اور غیر سائنسی دعویٰ ہے۔ HPV ویکسین سمیت دنیا کی منظور شدہ ویکسینز کو محفوظ اور مؤثر قرار دیا گیا ہے، اور یہ دل یا دل کی شریانوں کو نقصان نہیں پہنچاتیں۔

ایک حالیہ مطالعہ میں تقریباً 2.5 لاکھ مریضوں کے ڈیٹا کا تجزیہ کیا گیا، جس سے یہ بات سامنے آئی کہ جو افراد HPV سے متاثر تھے، ان میں دل کی بیماریوں کا خطرہ 40% زیادہ تھا اور کورونری آرٹری بیماری کا خطرہ دوگنا تھا۔ اس ویکسین سے یہ خطرہ کم و بیش ختم کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ:

https://www.gavi.org/vaccineswork/hpv-increases-risk-heart-disease-finds-study-250000-patients?utm

اس کے برعکس، HPV ویکسینیشن سے دل کی بیماریوں کے نئے کیسز کے خطرے میں کمی دیکھنے کو ملی ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ویکسین نہ صرف کینسر سے بچاؤ میں مؤثر ہے بلکہ دل کی صحت کے لیے بھی فائدہ مند ہو سکتی ہے۔

حوالہ:

https://pubmed.ncbi.nlm.nih.gov/40390149/?utm_source=

لہذا، یہ کہنا کہ ویکسین دل کے لیے مضر ہیں، سائنسی شواہد کے خلاف ہے۔ HPV ویکسین کو عالمی اداروں جیسے WHO اور CDC نے محفوظ اور مؤثر قرار دیا ہے، اور یہ دل کی بیماریوں کے خطرے کو بڑھانے کے بجائے کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

کرونا ویکسین کے متعلق خود برطانیہ یا امریکہ میں ٹی وی پر جو مباحثہ چلا اس کا کیا؟

مجھے علم نہیں کہ یہاں کس مباحثے کی بات ہو رہی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں سینکڑوں ٹی وی چینلز ہیں اور زیادہ تر چینلز کو trash TV سمجھا جاتا ہے یعنی ان کے پروگراموں اور مباحثوں کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جاتا۔کورونا ویکسین سے متعلق انفاریشن (کسی بھی سائنسی موضوع سے متعلق انفاریشن) صرف مستند ذرائع سے ہی حاصل کرنا دانشمندی ہے۔ میڈیکل فیلڈ سے متعلق کوئی بھی انفاریشن حاصل کرنے کے لیے کچھ قابل اعتماد سورسزیہ ہیں۔

World Health Organization (WHO): www.who.int

Centers for Disease Control and Prevention (CDC, USA): www.cdc.gov

National Institutes of Health (NIH, USA): www.nih.gov

U.S. Food and Drug Administration (FDA): www.fda.gov

European Medicines Agency (EMA): ema.europa.eu

PubMed/PubMed,Central (NIH/NLM): pubmed.ncbi.nlm.nih.gov

National Library of Medicine (MedlinePlus): medlineplus.gov

Cleveland Clinic: my.clevelandclinic.org

Johns Hopkins Medicine: hopkinsmedicine.org

پولیو کے کیس گنتی کے چند ہیں جب کہ غربت سے روانہ ہزاروں لوگ مر رہے ہیں لیکن ان ممالک کو فکر نہیں؟ مغرب کی ہمارے ساتھ ہمدردی صرف ویکسین کے حوالے سے ہی کیوں جاگتی ہے؟

موجودہ بحث ایچ پی وی ویکسین کے حوالے سے ہو رہی ہے۔ اس کا پولیو کی ویکسین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اگر پولیو کی ویکسین کے حوالے سے بات کی جائے تو بھی یہ دلیل درست نہیں ہے۔ پولیو کی ویکسین کی مہم کو سمجھنے کے لیے چیچک کی بیماری کی تاریخ سمجھنا ضروری ہے۔

آج سے چند دہائیاں پہلے چیچک ایک انتہائی مہلک مرض ہوا کرتا تھا۔ اس وقت دنیا بھر میں ہونے والی اموات میں سے دس فیصد اموات چیچک کی وجہ سے ہوتی تھیں۔ یعنی دنیا بھر میں ہر سال لاکھوں افراد چیچک سے مرتے تھے۔ چیچک انتہائی contagious بیماری تھی جو انتہائی تیزی سے پھیلتی تھی۔ چیچک کے مریضوں میں سے تیس فیصد لوگ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے۔ باقی ستر فیصد جو بچ رہتے تھے ان کے چہرے اور جسم پر چیچک کے داغ تا عمر رہتے تھے۔

بیسویں صدی میں ایک عالمگیر مہم کا آغاز ہوا جس کا مقصد چیچک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے ختم کر دینا تھا۔

اس مہم کی منطق یہ تھی کہ چیچک کا وائرس صرف انسانی جسم میں ہی رہ سکتا ہے اس لیے اگر ایک دفعہ دنیا بھر کے انسانوں کو چیچک کی ویکسین لگا دی جائے تو اس وائرس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اور دنیا نے یا کام کر دکھایا۔ ساٹھ اور ستر کی دہائی میں دنیا بھر میں لوگوں کو بار بار چیچک کی ویکسین لگائی جاتی تھی۔ پاکستان میں ہر سال ہر سکول میں بچوں کو یہ ویکسین لازمی لگائی جاتی تھی اور اس کے لیے والدین سے اجازت لینا ضروری نہیں ہوتا تھا۔

اس مہم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ستر کی دہائی میں دنیا سے چیچک کا خاتمہ ہو گیا اور آج دنیا بھر میں چیچک سے مرنے والوں کی سالانہ تعداد صفر ہو چکی ہے۔ آج کی نوجوان نسل کو شاید یہ بھی علم نہیں ہے محض چند دہائیاں پہلے ایسے لوگ اکثر دیکھنے کو ملتے تھے جن کے چہرے اور جسم پر چیچک کے پھوڑوں کے نشان ہوتے تھے۔


[11]

یہ تصویر 1896 میں انگلینڈ کی چیچک کی وبا کے دوران ایک مریض کی ہے۔

[11] **Photo Credit:** Wikimedia Commons

پولیو بھی چیچک کی طرح ایک خطرناک بیماری ہے جو بچوں کو لگتی ہے اور بچوں کو عمر بھر کے لیے اپاہج کر سکتی ہے۔ پولیو کا وائرس بھی چیچک کے وائرس کی طرح صرف انسانی جسم میں ہی رہ سکتا ہے۔ اس لیے اگر دنیا کے انسانوں کے جسم میں پولیو کے وائرس کے خلاف مدافعت پیدا کر دی جائے تو پولیو بھی دنیا بھر سے ختم ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی دو دہائیوں میں دنیا بھر کے لوگوں کو پولیو کی ویکسین دی گئی ہے اور اس مہم کی بدولت دنیا بھر سے پولیو ختم ہو گیا ہے، سوائے پاکستان اور افغانستان کے۔ اس لیے پاکستان اور افغانستان میں پولیو کے خلاف مہم اب بھی جاری ہے۔ ان ممالک کو ہماری فکر نہیں ہے بلکہ یہ فکر ہے کہ اگر پاکستان اور افغانستان سے پولیو ختم نہ ہو تو واپس دنیا میں پھیل سکتا ہے۔ اگر پولیو واپس دنیا میں پھیل گیا تو اسے کنٹرول کرنے کے لیے اربوں ڈالر خرچ کرنا ہوں گے اور ہزاروں سے لاکھوں بچے معذور ہو سکتے ہیں۔ گویا پاکستان میں پولیو ویکسین کی مہم کی فنڈنگ ترقی یافتہ ممالک اس لیے دے رہے ہیں کہ چند ملین ڈالر کی امداد سے اگر پولیو کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے تو مستقبل میں پولیو کے مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کرنا پڑے گی اور نہ ہی بچوں کو معذوری کا کوئی خطرہ ہو گا۔

WPV Polio Cases Across Pakistan's Provinces

PROVINCE	2015	2016	2017	2018	2019	2020	2021	2022	2023	2024	2025
PUNJAB	2	0	1	0	12	14	0	0	0	1	1
SINDH	12	8	2	1	30	22	0	0	2	23	7
KHYBER PAKHTUNKHWA	33	10	1	8	93	22	0	20	4	22	18
BALOCHISTAN	7	2	3	3	12	26	1	0	0	27	0
GILGIT-BALTISTAN	0	0	1	0	0	0	0	0	0	0	1
AZAD JAMMU & KASHMIR	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
ICT	0	0	0	0	0	0	0	0	0	1	0
TOTAL POLIO CASES	54	20	8	12	147	84	1	20	6	74	27

[12] اس چارٹ میں دس سالوں میں پاکستان میں وائلڈ پولیو کے کیسز دیکھے جاسکتے ہیں۔ وائلڈ پولیو وہ اصل وائرس ہے جو فطری طور پر پایا جاتا ہے اور انسانوں میں بیماری پھیلاتا ہے۔

[12] **Photo Credit:** https://www.endpolio.com.pk/polioin-pakistan/polio-cases-in-provinces

ان عالمی اداروں کو پاکستان میں کروڑوں میں سو کیس تو نظر آجاتے ہیں، لیکن نمونیا، ٹی بی ملیریا کی ویکسین پہنچانے کی فکر نہیں ہے

ایسا نہیں ہے کہ عالمی ادارے دوسری بیماریوں کی ویکسین پر کام نہیں کر رہے۔ لیکن ملیریا کی کوئی ایسی ویکسین موجود نہیں ہے جو نوے فیصد کامیاب رہے۔ ملیریا کی ایک ویکسین حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے لیکن وہ بھی صرف تیس سے چالیس فیصد کامیاب ہوتی ہے۔ یہ ویکسین افریقہ میں بچوں کو مفت میں لگائی جا رہی ہے کیونکہ ملیریا سے زیادہ تر اموات افریقہ میں ہی ہوتی ہیں۔ نمونیہ اور ٹی بی بیکٹیریل انفیکشنز ہیں۔ نمونیہ بہت سے مختلف بیکٹیریا سے ہو سکتا ہے اور ہر بیکٹیریا کے لیے الگ ویکسین درکار ہوتی ہے۔ اس لیے جب تک مریض کا ٹیسٹ نہ کیا جائے اور نمونیہ کی وجہ بننے والا بیکٹیریا شناخت نہ کیا جائے تب تک ویکسین دینا ممکن نہیں ہوتا۔ جن علاقوں میں ٹی بی کا مرض عام ہے وہاں نوزائیدہ بچوں کو ٹی بی کی ویکسین دی جاتی ہے۔ پاکستان میں تمام بچوں کو ٹی بی کی ویکسین لگائی جاتی ہے اور عموماً غریب بچوں کو یہ ویکسین مفت لگائی جاتی ہے۔ اس لیے یہ تمام اعتراضات بودے اور لاعلمی پر مبنی ہیں۔

ضروری نہیں کہ ہر کسی کو ایچ پی وی انفیکشن ہو۔ اگر اس ویکسینیشن سے ایک تندرست انسان کو کوئی ری ایکشن ہو جائے تو کون ذمہ دار ہو گا؟

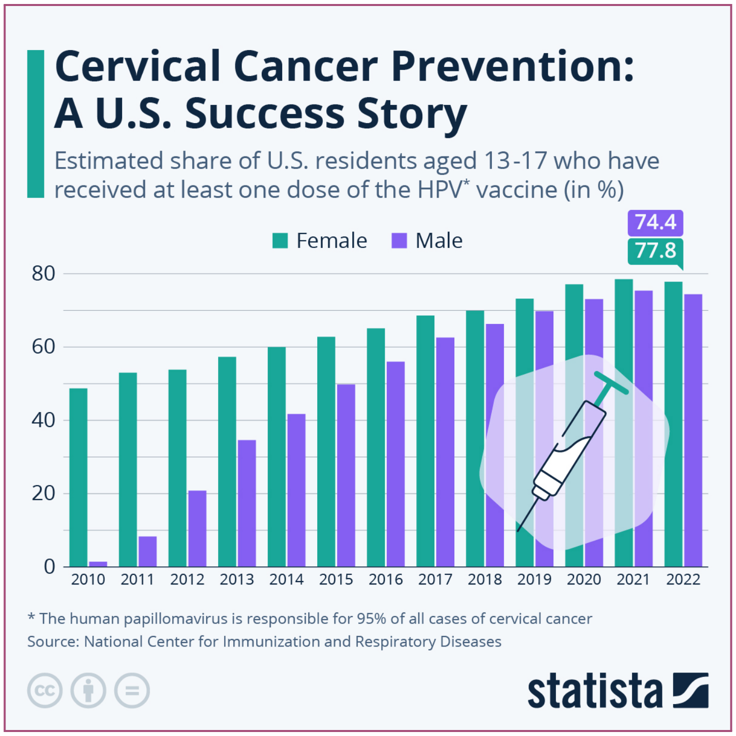
ویکسین کا مقصد ہی وائرس کی انفیکشن سے بچانا ہوتا ہے اس لیے ویکسین ہمیشہ انفیکشن سے پہلے دی جاتی ہے، انفیکشن کے بعد نہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مستقبل میں کس کو کسی بھی وائرس کی انفیکشن ہو گی اور کس کو نہیں ہو گی۔ اس لیے کسی بھی وائرس کے خلاف مزاحمت پیدا کرنے کے لیے ان افراد کو ویکسین لگائی جاتی ہے جن میں انفیکشن کا خطرہ اور انفیکشن سے نقصان کا خطرہ زیادہ ہو۔

چونکہ ادھیڑ عمر کے لوگوں میں فلو کا وائرس لگے تو اس سے موت کا خطرہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے، اس لیے فلو کی ویکسین ادھیڑ عمر کے لوگوں کو ہی لگائی جاتی ہے لیکن اس بات کا انتظار نہیں کیا جاتا کہ انہیں فلو کا وائرس لگ جائے تو انہیں ویکسین لگائی جائے۔

اسی طرح ایچ پی وی انفیکشن کا سب سے خطرناک نتیجہ سروکس کے کینسر کی صورت میں نکلتا ہے اس لیے ویکسین لگانے کے لیے اولین ترجیح لڑکیوں کو دی جا رہی ہے۔

کسی بھی دوا کے ممکنہ سائیڈ ایفیکٹ ہو سکتے ہیں۔ تاہم اب تک یہ ویکسین دنیا کی لگ بھگ تیس

فیصد خواتین کو لگائی جا چکی ہے۔ اس سے پہلے برسوں اس کے فیلڈ ٹرائلز کیے گئے۔ لیکن اس ویکسین کے کوئی خطرناک سائیڈ ایفیکٹ دیکھنے کو نہیں ملے۔ اس کے زیادہ تر سائیڈ ایفیکٹس انجکشن کے مقام پر معمولی درد اور سوجن ہے جو کسی بھی انجیکشن کے بعد ہوتا ہے۔ اس لیے اس ویکسین سے کسی تندرست شخص کے بیمار ہو جانے کا امکان نہیں ہے۔



13

امریکی نوجوانوں میں ایچ پی وی ویکسین کا ڈیٹا
Statista کے مطابق، 13 سے 17 سال کی عمر کے امریکی نوجوانوں میں تقریباً 75٪ نے کم از کم ایک خوراک ایچ پی وی ویکسین کی حاصل کی ہے۔

[13] **Photo Credit:** https://shorturl.at/kchUq

بلاوجہ کوئی ویکسن کیوں لگائے گا؟ اور وہ بھی اتنے بڑے پیمانے پر

اس سوال کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ ویکسین انفیکشن سے پہلے لگائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ پیش گوئی کرنا ممکن نہیں ہے کہ مستقبل میں یہ انفیکشن کسے ہو گی اس لیے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ ویکسن ہر شخص کو جنسی طور پر فعال ہونے سے پہلے لگائی جائے۔



14

ایچ-پی-وی ویکسین لانچ

[14] **Photo Credit:** https://www.gavi.org/vaccineswork/turning-point-womens-health-pakistan

یہاں مفت میں پیناڈول نہیں ملتی، انگریز چلے ہیں مفت میں کینسر کی ویکسین دینے۔ کینسر کا علاج مہنگا تو کیا، یسر تک نہیں

حکومت کے کئی ہسپتالوں اور کئی خیراتی ہسپتالوں میں پیناڈول کے علاوہ بھی کئی دوائیں مفت دی جاتی ہیں۔ یہ ویکسین 'انگریز' نہیں دے رہے، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے پروگرام کے تحت دنیا بھر میں دی جا رہی ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کسی انگریز کا ادارہ نہیں ہے، بین الاقوامی ادارہ ہے۔ یہ ویکسین کینسر کا علاج نہیں کرتی، ہیومن پیپیلوما وائرس کے خلاف جسم میں مدافعت پیدا کرتی ہے جس سے خواتین میں سروکس کینسر کا امکان کم و بیش ختم ہو جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی خاتون کو سروکس کا کینسر ہو جائے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ سروکس کینسر سے موت کا خطرہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ کینسر کا علاج یسر نہیں ہے، سروکس کینسر کی سب سے بڑی وجہ ایک وائرس ہے اور یہ ویکسین اس وائرس سے انفیکشن کا امکان تقریباً صفر کر دیتی ہے، اس لیے مستقبل میں سروکس کینسر کا امکان انتہائی کم کرنے کے لیے ہر بچی کو یہ ویکسین لگوانا ضروری ہے۔



پاکستان اور WHO کے درمیان بچوں کے لیے مفت کینسر ادویات فراہم کرنے کا معاہدہ طے پا گیا[15]

29 جولائی 2025 اسلام آباد

[15] **Photo Credit:** https://www.arabnews.com/node/2609953/pakistan

فلسطین میں اتنا ظلم ہورہا ہے، بم گرائے جارہے ہیں، اور یہ ہمارے لیے فکرمند ہیں؟

یہ محض ایک جذباتی بیان ہے۔ غزہ پر بم نتن یاہو حکومت گرا رہی ہے، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نہیں ۔ یہ ویکسین ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے پروگرام کے تحت دی جا رہی ہے، جس کا غزہ پر بمباری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اپنی بچیوں کو کینسر جیسے موذی مرض سے محفوظ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے، لیکن غزہ پر بمباری کو اپنی بچیوں کو کینسر سے بچانے کی مہم کے خلاف جذباتی دلیل کے طور پر استعمال کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

[16]



فلسطین-غزہ

WHO اور اوپی ٹی ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کی معاونت کے ساتھ میڈیکل اسٹاف غزہ میں زخمی بچے کو فوری طبی امداد فراہم کر رہی ہے۔

[16] **Photo Credit:** https://shorturl.at/lY4UE

یہودی ہمارے دوست کبھی نہیں ہو سکتے

یہ بھی محض ایک جذباتی بیان ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن ایک بین الاقوامی ادارہ ہے، یہودی ادارہ نہیں ہے۔ اس ویکسین پروگرام کی فنڈنگ کوئی یہودی لابی نہیں کر رہی، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کر رہی ہے۔ اپنی بچیوں کے مستقبل کو اس قسم کے جذباتی بیانات کی نذر مت کر دیجیے۔ آپ کی بچیوں کی صحت اور مستقل کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ جو لوگ جذباتی نعرے لگا رہے ہیں ان کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ آپ کی بچیوں کے مستقبل کے بارے میں سوچیں۔ یقین جانیے کہ اگر خدانخواستہ کسی بچی کو مستقبل میں سروکس کا کینسر ہو جائے تو ان جذباتی نعرے لگانے والوں میں سے کوئی آکر مدد نہیں کرے گا۔

کرونا ویکسین سے ہارٹ اٹیک کی شرح میں اضافہ ہوگیا ہے، یہ ہمیں برباد کرکے ہی چھوڑیں گے

اس وقت ہم ایچ پی وی کی ویکسین کی بات کر رہے ہیں، کورونا ویکسین کی نہیں۔ اس لیے اس سوال کا موجودہ مسئلے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ لیکن یہ بنیادی دلیل ہی ایک سازشی نظریے پر کھڑی ہے، اس لیے اس سوال کو یہاں شامل کیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ بنیادی طور پر ہی غلط اور بے بنیاد ہے کہ کورونا کی ویکسین سے ہارٹ اٹیک کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے۔

یوں تو کسی بھی دوا، کسی بھی ویکسین کے ممکنہ سائیڈ ایفیکٹس ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی دوا اس لیے دی جاتی ہے کہ اس کے فوائد اس کے ممکنہ سائیڈ ایفیکٹس سے زیادہ ہوتے ہیں۔ کورونا کی ویکسین کی وجہ سے دنیا بھر میں لاکھوں افراد کی جانیں بچی ہیں۔ دنیا کے بہترین سائنسی جرنل لینسٹ (Lancet) میں شائع ہوئے ایک پیپر میں کورونا کی ویکسین سے پہلے اور ویکسین کے بعد کووڈ کی وجہ سے اموات کی شرح کے موازنے سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ویکسین لگنے کے بعد صرف ایک سال میں اس ویکسین کی وجہ سے کم از کم دو کروڑ افراد کی جانیں بچیں۔ یعنی جس شرح سے کووڈ سے لوگوں کی موت ہو رہی تھی اگر موت کی وہی شرح چلتی رہتی تو ایک سال میں کووڈ سے دنیا بھر میں دو کروڑ اضافی اموات ہوتیں۔

کووڈ کی ویکسین سے کچھ لوگوں کو دل میں سوجن کی تکلیف ہوئی جسے myo carditis کہا جاتا ہے۔ یہ ہارٹ اٹیک نہیں ہے، دل میں سوجن کی شکایت ہے۔ اس تکلیف کی شرح دس لاکھ میں آٹھ تھی یعنی اگر دس لاکھ افراد کو ویکسین لگائی گئی تو ان میں سے آٹھ افرد کو دل میں سوجن کی شکایت ہوئی۔ ان میں سے زیادہ تر کیسز معمولی سوجن کے تھے جو چند دنوں میں ختم ہو گئی۔ چنانچہ کووڈ کی ویکسین سے دل کے دورے کی شرح بڑھ جانے کا بیان محض ایک سازشی نظریہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کتے کی کاٹے کی ویکسین، ہیپاٹائیٹس کی ویکسین لائین میں کھڑے ہو کر بھی نہیں ملتی, یہ ویکسین کیوں فری مل رہی ہے؟

کتے کے کاٹے کی ویکسین دراصل ریبیز وائرس کے خلاف مدافعت پیدا کرتی ہے۔ ریبیز کی ویکسین کا اثر تا عمر نہیں رہتا اس لیے ریبیز کی ویکسین صرف اس وقت دی جاتی ہے جب کسی شخص کو کوئی ایسا جانور کاٹ لے جس میں ریبیز کی انفیکشن پہلے سے موجود ہو۔ البتہ جو پروفیشنلز جانوروں کو روزانہ کی بنیاد پر ہینڈل کرتے ہیں انہیں ہر سال ریبیز کی ویکسین لگوانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ریبیز کی ویکسین

سے جسم میں بنی مدافعت ایک دو سال میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے ریبیز کی ویکسینیشن بڑے پیمانے پر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

پاکستان میں بچوں کو پیدائش کے بعد جو ویکسینز لگائی جاتی ہیں ان میں ہیپاٹئٹس بی کی ویکسین بھی شامل ہے۔ کئی حکومتی ہسپتالوں اور مخیر ایجینسیز کی طرف سے مستحق بچوں کو یہ ویکسین مفت لگائی جاتی ہے۔

ایچ پی وی ویکسین کو دنیا بھر میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے پروگرام کے تحت لگایا جا رہا ہے تاکہ خواتین سروکس کینسر جیسے موذی مرض سے بچی رہیں۔ یہ ویکسین فری اس لیے مل رہی ہے کہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے دنیا بھر میں یہ ویکسین لگانے کے لیے فنڈز جاری کیے ہیں۔

کیا ایچ پی وی میڈیکل سٹاف کی غلطی سے بھی لگ سکتا ہے؟

بڑے ہسپتالوں اور کلینکس میں جہاں تربیت یافتہ پروفیشنل سٹاف ہوتا ہے، انجیکشن لگانے کے لیے ڈسپوزایبل سرنج استعمال کی جاتی ہے، سے صرف ایک بار استعمال کر کے ضائع کر دیا جاتا ہے، وہاں کسی سٹاف کی غلطی سے اس وائرس کے لگنے کا امکان عملاً صفر ہے۔ لیکن اگر دیہاتی علاقوں میں اتائی ڈاکٹر یا کمپاؤنڈر ایک ہی سرنج بار بار استعمال کر رہے ہیں اور ہر بار استعمال کے بعد سرنج کو ڈس

انفیکٹ نہیں کرتے تو یہ وائرس ایک مریض سے دوسرے مریض کو لگ سکتا ہے۔ اس لیے یہ بات بہت اہم ہے کہ ویکسینیشن ہمیشہ حکومت کے کارندے یا کسی کوالیفائیڈ ڈاکٹر سے کروائی جائے جنہیں حفاظتی پروٹوکول کی مکمل ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کسی اتائی سے کبھی بھی کوئی بھی انجیکشن لگوانا دانشمندی نہیں ہے۔

کیا دوران حمل یا ڈیلیوری کے وقت ماں سے بچے میں یہ وائرس منتقل ہوسکتا ہے؟

جی ہاں اگر حاملہ خاتون کو ایچ پی وی کی انفیکشن ہو چکی ہے تو اس بات کا امکان موجود ہے کہ یہ وائرس حمل کے دوران ہی یا پھر ڈیلیوری کے دوران بچے کو بھی لگ جائے۔